فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

"تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

فتاویٰ یسئلونک

آپ کے مسائل کا شرعی حل

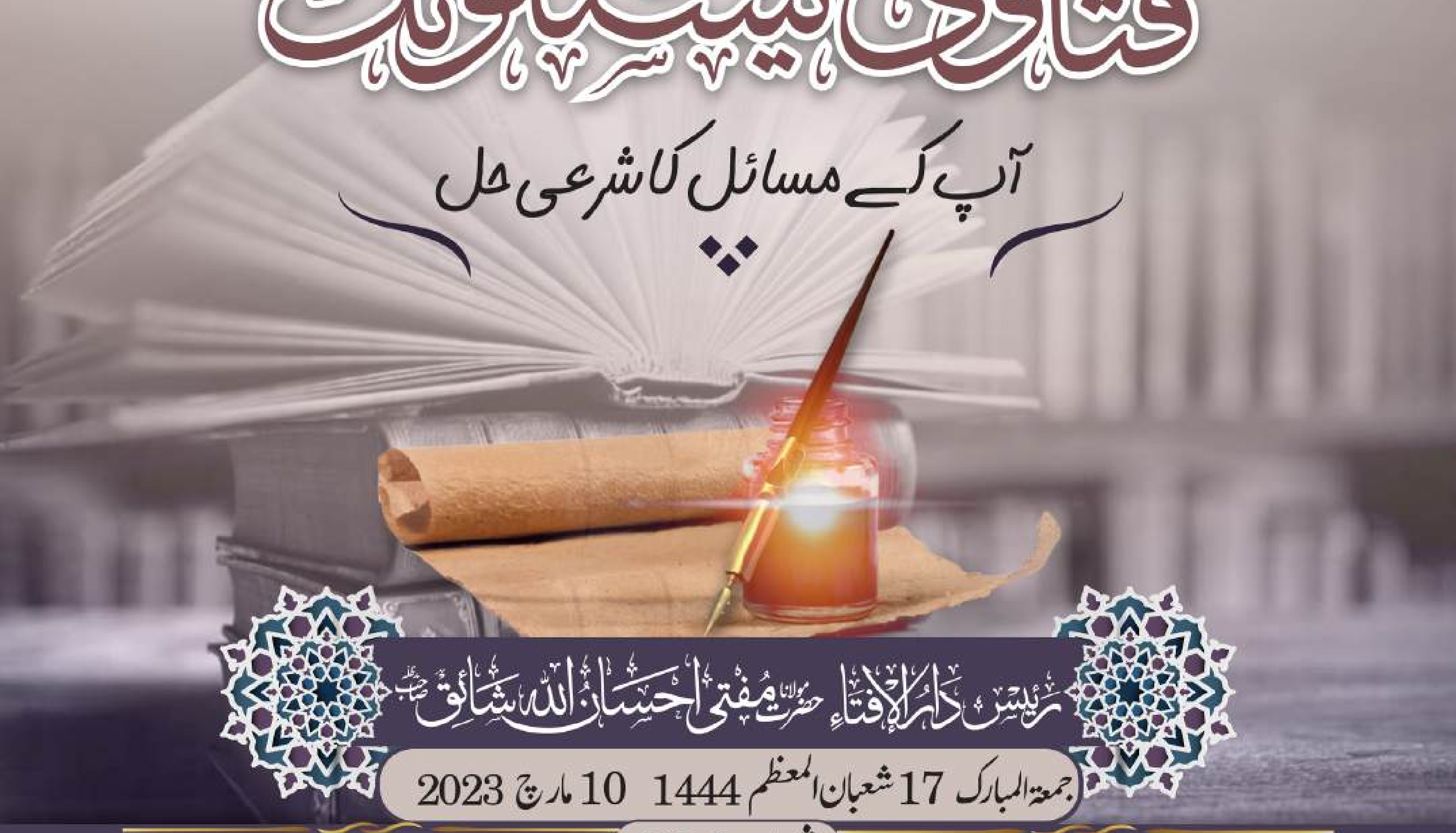

رئیسِ دار الافتاء حضرت مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب

جمعۃ المبارک 17 شعبان المعظم 1444 10 مارچ 2023

شمارہ 204

اس شمارے میں شامل فتاویٰ جات

- کھڑے ہو کر خطبہ دینے کی وضاحت
- ورثاء کو میراث دینے سے قبل پوچھنا
- صحابی کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لگانے کے حوالے سے مسائل
- آیات قرآنیہ لکھی ہوئی چادر میت کے اوپر ڈالنا
- کفارے کے روزوں کے دوران طبیعت کی ناسازی پر حکم

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہ جمع کروائیں۔
- ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

زیر اہتمام: فقہ اکیڈمی کراچی

C-335، بلاک-1، گلستان جوہر، بالمقابل جامعہ کراچی، یونیورسٹی روڈ، کراچی، پاکستان۔

کھڑے ہو کر خطبہ دینے کی وضاحت

سوال: اس حدیث کی وضاحت فرمادیں: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے، پھر بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہوتے اور کھڑے ہو کر (دوسرا) خطبہ دیتے، اس لیے جس نے تمہیں یہ خبر دی کہ آپ ﷺ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے تو تحقیق اس نے جھوٹ بولا۔ پس یقیناً اللہ کی قسم! میں نے آپ ﷺ کے ساتھ دو ہزار سے زائد نمازیں پڑھی ہیں۔ (جن میں بہت سے جمعے بھی آئے اور آپ ﷺ نے تمام خطبے کھڑے ہو کر ہی دیے۔ (صحیح مسلم: ۲۰۳۳)

جواب: سوال میں مذکور روایت مسلم شریف میں موجود ہے، اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے خطبۂ جمعہ ارشاد فرمانے کا طریقہ مذکور ہے کہ آپ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ آپ ﷺ دو خطبے ارشاد فرماتے اور دونوں خطبوں کے درمیان تھوڑی دیر کے لیے بیٹھتے تھے۔ اب خطبے کے لیے کھڑے ہونے کی شرعی حیثیت کیا ہے، اس بارے میں فقہاء کا آپس میں اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ کھڑے ہونے کو واجب قرار دیتے ہیں، جبکہ احناف کے نزدیک سنت موکدہ ہے، بلاعذر بیٹھ کر خطبہ دینا مکروہ تحریمی ہے، اس لیے عام حالات میں کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا جائے، بیٹھ کر خطبہ پڑھنے سے احتراز کیا جائے۔ البتہ اگر کسی نے بلاعذر بیٹھ کر خطبہ دیا تو کراہت تحریمی کے گناہ کے باوجود خطبہ ادا ہو جائے گا اور جمعہ بھی صحیح ہو جائے گا۔

وَفِي (التَّوْضِيح) : الْقيام للقادر شَرط لصحتها، وَكَذَا الْجُلُوس بَينهمَا عِنْد الشَّافِعِي، رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ، وَأَصْحَابه. فَإِن عجز عَنهُ اسْتخْلف، فَإِن خطب قَاعِدا أَو مُضْطَجعا للعجز جَازَ قطعا كَالصَّلَاةِ، وَيصِح الِاقْتِدَاء بِهِ حِينَئِذٍ، وَعِنْدنَا وَجه: أَنَّهَا تصح قَاعِدا للقادر، وَهُوَ شَاذ، نعم هُوَ مَذْهَب أبي حنيفَة وَمَالك وَأحمد كَمَا حَكَاهُ النَّوَوِيّ عَنْهُم، قاسوه على الْأَذَان. وَحكى ابْن بطال عَن مَالك كالشافعي، وَعَن ابْن الْقصار كَأبي حنيفَة، وَنقل ابْن التِّين عَن القَاضِي أبي مُحَمَّد أَنه مسيء، وَلَا يبطل حجَّة الشَّافِعِي حَدِيث الْبَاب. قلت: حَدِيث الْبَاب لَا يدل على الِاشْتِرَاط، وَاسْتدلَّ بَعضهم للشَّافِعِيّ، رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ، بِمَا فِي (صَحِيح مُسلم) : (أَن كَعْب بن عجْرَة دخل الْمَسْجِد وَعبد الرَّحْمَن بن أبي الحكم يخْطب قَاعِدا، فَقَالَ: انْظُرُوا إِلَى هَذَا الْخَبيث يخْطب قَاعِدا، وَقَالَ تَعَالَى: {وتركوك قَائِما} (الْجُمُعَة: ١١) . وَفِي (صَحِيح ابْن خُزَيْمَة) : (قَالَ كَعْب: مَا رَأَيْت كَالْيَوْمِ قطّ إِمَام يؤم الْمُسلمين يخْطب وَهُوَ جَالس، يَقُول ذَلِك مرَّتَيْنِ) . وَأجِيب: عَنهُ بِأَن إِنْكَار كَعْب عَلَيْهِ إِنَّمَا هُوَ لترك السّنة، وَلَو كَانَ الْقيام شرطا لما صلوا مَعَه مَعَ ترك الْفَرْض. فَإِن قلت: روى مُسلم وَأَبُو دَاوُد وَالنَّسَائِيّ وَابْن مَاجَه من رِوَايَة سماك بن حَرْب عَن جَابر ابْن سَمُرَة قَالَ: (كَانَت للنَّبِي، صلى الله عَلَيْهِ وَسلم، خطبتان يجلس بَينهمَا يقْرَأ الْقُرْآن وَيذكر النَّاس) وَفِي رِوَايَة: (كَانَ يخْطب قَائِما ثمَّ يجلس ثمَّ يقوم فيخطب قَائِما، فَمن نبأك أَنه كَانَ يخْطب جَالِسا فقد كذب، فقد وَالله صليت مَعَه أَكثر من أَلفي صَلَاة) . قلت: هَذَا مَحْمُول على الْمُبَالغَة، لِأَن هَذَا الْقدر من الْجمع إِنَّمَا يكمل فِي نَيف وَأَرْبَعين سنة، وَهَذَا الْقدر لم يصله رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم. فَإِن قلت: قَالَ النَّوَوِيّ: المُرَاد الصَّلَوَات الْخمس لَا الْجمع، لِأَنَّهُ غير مُمكن. قلت: سِيَاق الْكَلَام يُنَافِي هَذَا التَّأْوِيل، لِأَن الْكَلَام فِي الْجمع لَا فِي الصَّلَوَات الْخمس، وَاحْتَجُّوا أَيْضا بِمَا ذكره ابْن أبي شيبَة عَن طَاوُوس، قَالَ: (خطب رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَأَبُو بكر وَعمر وَعُثْمَان قيَاما، وَأول من جلس على الْمِنْبَر مُعَاوِيَة، قَالَ الشّعبِيّ: حِين كثر شحم بَطْنه وَلَحمه) . وَرَوَاهُ ابْن حزم عَن عَليّ، رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ، أَيْضا، وَالْجَوَاب عَنهُ وَعَن كل حَدِيث ورد فِيهِ الْقيام فِي خطْبَة النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَعَن قَوْله: {وتركوك قَائِما} (الْجُمُعَة: ١١) . بِأَن ذَلِك إِخْبَار عَن حَالَته الَّتِي كَانَ عَلَيْهَا عِنْد انفضاضهم، وَبِأَنَّهُ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم كَانَ يواظب على الشَّيْء الْفَاضِل مَعَ

جَوَازِ غَيره، وَنحن نقُول بِهِ، وَمن أقوى الْحجَج لِأَصْحَابنَا مَا رَوَاهُ الْبُخَارِيّ (عَن أبي سعيد الْخُدْرِيّ: أَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم جلس ذَات يَوْم على الْمِنْبَر وَجَلَسْنَا حوله) ، على مَا سَيَأْتِي، إِن شَاءَ الله تَعَالَى، وَحَدِيث سهل: (مري غلامك يعْمل لي أعوادا أَجْلِس عَلَيْهِنَّ إِذا كلمت النَّاس) . (عمدة القاري شرح صحيح البخاري (٦/ ٢١٩)

(وسنتها) أي الخطبة (أن يخطب قائما) قيد بقائما لأنه لو خطب قاعدا يكره لمخالفته المتوارث۔ (مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر (١/ ١٦٨)

ورثاء کو میراث دینے سے قبل پوچھنا

سوال: کیا ورثاء سے یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ آپ کو اپنا حصہ چاہیے یا نہیں؟ اور دوسرا سوال یہ ہے کہ گھر کے کس کس مال کی تقسیم ہوگی؟

جواب: (۱) وراثت میں ملنے والا حصہ جبری ہوتا ہے، یعنی تقسیم سے پہلے وراثت کا حصہ معاف کرنے یا کروانے سے معاف نہیں ہوتا، اس لیے اگر کسی وارث سے پوچھا جائے اور وہ کہہ دے کہ مجھے وراثت میں حصہ نہیں چاہیے تب بھی وراثت میں اس کا حصہ اسے دیا جائے گا، البتہ حصہ وصول کرنے کے بعد وارث اپنی مرضی سے کسی کو دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔

(۲) بوقتِ انتقال میت کی ملکیت میں موجود منقولہ وغیر منقولہ جائیداد، نقدی، سونا چاندی، وہ قرضے جو لوگوں نے میت کے دینے ہوں، چھوٹا بڑا سامان، یہاں تک کہ سوئی دھاگہ، غرض جو کچھ بھی ہو سب میت کا ترکہ ہوتا ہے، جس کو شرعی طریقے کے مطابق تقسیم کرنا ضروری ہے۔

"وفي جامع الفتاوى:ولو قال تركت حقي من الميراث أو برئت منه أو من حصتي لا يصح، وهو على حقه؛ لأن الإرث جبري لا يصح تركه" (لسان الحكامالفصل الثانى فى انواع الدعاوى والبيانات:١/٢٣٦)

"لان التركة في الاصطلاح ما تركه الميت من الأموال صافيا عن تعلق حق الغير بعين من الأموال كما في شروح السراجية". (قرة عين الاخيار لتكملة رد المحتار، كتاب الفرائض:٧/٣٥٠)

صحابی کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لگانے کے حوالے سے مسائل

سوال: سوال یہ ہے کہ جب کسی صحابی کا نام ان کے والد کے ساتھ (جنہوں نے اسلام قبول نہ کیا ہو) لیا جائے تو کیا مکمل نام کے بعد رضی اللہ عنہ پڑھیں گے یا صحابی کے نام کے ساتھ پڑھ کر بعد میں والد کا نام لیا جائے؟ اسی طرح صحابی رسول کہتے وقت رضی اللہ عنہ پڑھیں گے یا درود؟

جواب: کسی بھی صحابی کے نام کے ساتھ "رضی اللہ عنہ" کہنا مستحب ہے۔ یہ ایک دعا ہے کہ "اللہ ان سے راضی ہوجائے" صحابی کے نام کے ساتھ والد کا نام ذکر کرنا محض تعارف کے لیے ہے، اس لیے رضی اللہ عنہ کو والد کے نام کے بعد ہی لکھا جائے گا، البتہ ضمیر مفرد کی ہوگی اور اس سے مراد صرف صحابی ہوگا، اور اگر صحابی کے والد بھی صحابی ہوں تو "رضی اللہ عنہما" لکھا جائے گا، جیسے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما، اس صورت میں مقصد دونوں کے لیے دعا کرنا ہوگا۔ "صحابی رسول ﷺ" کا لفظ کہتے وقت آخر میں "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھا جائے گا، نہ کہ "رضی اللہ عنہ"، پھر اگر صحابی کا نام بھی آگے مذکور ہو تو صحابی کے نام کے آخر میں "رضی اللہ عنہ" الگ سے لکھا جائے گا، جیسے صحابی رسول ﷺ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

"(ويستحب الترضي للصحابة) (قوله ويستحب الترضي للصحابة) لأنهم كانوا يبالغون في طلب الرضا من الله تعالى ،ويجتهدون في فعل ما يرضيه، ويرضون بما يلحقهم من الابتلاء من جهته أشد الرضا، فهؤلاء أحق بالرضا، وغيرهم لا يلحق أدناهم ولو أنفق ملء الأرض ذهبا، زيلعي" (الدر المختار مع رد المحتار، مسائل شتى:٦/٧٥٤)

"عن عكرمة بن أبي جهل، رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم" (الدعاء للطبرانى، باب ما جاء فى قول

الرجل لاخيه مرحبا)

"سمعت أبا ريحانة صاحب النبي - صلى الله عليه وسلم - يقول" (سنن ابن ماجه، باب ركوب النمور)

"بيني وبينك أبو برزة صاحب النبي - صلى الله عليه وسلم-" (سنن ابى داود، باب خيار المتبايعين)

" أن صهيبا صاحب النبي - صلى الله عليه وسلم -، حدثه" (صحيح بان خزيمة، باب الاستعاذة عند النزول)

آیات قرآنیہ لکھی ہوئی چادر میت کے اوپر ڈالنا

سوال: ہمارے ہاں رائج ہے کہ میت کے غسل اور کفن کے بعد ایک خاص طرز کی چادر میت پر پھیلا دی جاتی ہے۔ اس چادر پر آیت الکرسی اور کچھ دیگر آیات لکھی ہوتی ہیں۔ سوال یہ کہ کیا اس عمل سے میت کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے اور اس عمل کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اگر یہ عمل جائز نہیں تو اس چادر کو جلا دینا جائز ہو گا یا کسی اور طریقے سے اسے تلف کر دینا چاہیے؟ کیوں کہ جب یہ مسجد میں رکھی رہتی ہے تو کوئی نہ کوئی اپنی میت کے لیے مانگ کر لے جاتا ہے۔

جواب: ایسی چادر جس پر آیت الکرسی، کلمہ یا قرآنی آیات لکھی ہوئی ہوں، میت پر ڈالنا جائز نہیں، یہ عمل سنت سے ثابت نہیں، نیز اس سے کلمہ اور قرآنی آیات کی بے حرمتی ہوتی ہے، اس لیے اس سے احتراز کرنا لازم ہے۔ چونکہ اس چادر پہ آیات قرآنی نقش ہیں اس لیے جلانا ممنوع ہے، اس چادر کو یا تو مقدس اوراق کے ساتھ رکھ دیا جائے، یا زمین میں دفنا دیا جائے ۔

«وقد أفتى ابن الصلاح بأنه لا يجوز أن يكتب على الكفن يس و الكهف ونحوهما خوفاً من صديد الميت ... وقدمنا قبيل باب المياه عن الفتح: أنه تكره كتابة القرآن وأسماء الله تعالى على الدراهم والمحاريب والجدران وما يفرش، وما ذاك إلا لاحترامه، وخشية وطئه ونحوه مما فيه إهانة فالمنع هنا بالأولى ما لم يثبت عن المجتهد أو ينقل فيه حديث ثابت فتأمل،»۔ (الدر المختار مع رد المحتار، باب الجنائز: ۲/ ۲٤٦)

"وفي الذخيرة: المصحف إذا صار خلقاً وتعذر القراءة منه لا يحرق بالنار، إليه أشار محمد، وبه نأخذ. ولا يكره دفنه. وينبغي أن يلف بخرقة طاهرة ويلحد له؛ لأنه لو شق ودفن يحتاج إلى إهالة التراب عليه، وفي ذلك نوع تحقير إلا إذا جعل فوقه سقف، وإن شاء غسله بالماء أو وضعه في موضع طاهر لا تصل إليه يد محدث ولا غبار ولا قذر تعظيماً لكلام الله عز وجل». (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحظر والاباحة : ٦ / ٤٢٢)

کفارے کے روزوں کے دوران طبیعت کی ناسازی پر حکم

سوال: اگر کوئی ۶۵ سالہ خاتون کفارے کے ساٹھ روزے رکھ رہی ہے، آٹھویں روزے کو اس کو موشن ہو گئے اور عصر کے وقت الٹی بھی ہو گئی، اس نے وہ روزہ تو پورا کر لیا لیکن اب آگے روزے رکھنے کی ہمت نہیں ہے کفارہ کیسے ادا ہو گا؟

جواب: کفارے کے روزوں کے درمیان اگر کوئی بیماری لاحق ہو جائے، جس کی وجہ سے کوئی ایک روزہ درمیان میں چھوٹ جائے تو از سر نو ترتیب سے ساٹھ روزے پورے کرنا ضروری ہیں۔ لہذا صورت مسئولہ میں مذکورہ خاتون روزے رکھنے کی طاقت رکھتی ہیں اور درمیان میں بیماری کی وجہ سے ان کا ایک بھی روزہ فوت ہو جائے تو صحت یاب ہونے کے بعد از سر نو ساٹھ روزے رکھیں، لیکن اگر روزے رکھنے کی بالکل طاقت نہ ہو اور صحت کی کوئی امید نہ ہو تو ایسی صورت میں ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلا دیں یا ساٹھ فطرانے کی رقم مساکین کو دے دیں، تو کفارہ ادا ہو جائے گا۔

مطلب في الكفارة (قوله: ككفارة المظاهر) مرتبط بقوله وكفر أي مثلها في الترتيب فيعتق أولا فإن لم يجد صام شهرين متتابعين فإن لم يستطع أطعم ستين مسكينا لحديث الأعرابي المعروف في الكتب الستة فلو أفطر ولو لعذر استأنف إلا لعذر الحيض .(الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (۲/ ٤١٢)

ختم شد